بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیمِ وَعَلٰی آلِہِ وَاَصحَابِہِ اَجْمَعِین۔

حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی ناقابل برداشت

ہندومہا سبھا کے لیڈر کے ذریعہ سید البشر ونبیوں کے سردار حضور اکرم ﷺ کے خلاف گستاخانہ کلمات کہے جانے پر اس کو جرم کے کٹہرے میں کھڑا کرکے اس کے خلاف کارروائی کی جانی چاہئے کیونکہ مسلمان حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کو برداشت نہیں کرسکتے ہیں اور اس طرح کے واقعات سے ملک میں امن وامان کے بجائے افراتفری، عدم رواداری اور عدم تحمل میں اضافہ ہی ہوگا، جس سے ملک میں ترقی کے بجائے عدم استحکام پیدا ہوگا، لوگوں میں نفرت اور عداوت پیدا ہوگی۔

پوری دنیا کے ارباب علم ودانش کا موقف ہے کہ کسی شخص کی توہین وتحقیر کا رائے کی آزادی سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ تقریباً ہر ملک میں شہریوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی ہتک عزت کی صورت میں عدالت سے رجوع کریں اور ہتک عزت کرنے والوں کو قانون کے مطابق سزا دلوائیں۔ سوال یہ ہے کہ کسی شخص کی ہتک عزت کرنے والے کو قانوناً مجرم تسلیم کیا جاتا ہے، تو مذاہب کے پیشواؤں اور خاص طور پر انبیاء کرام کے لئے یہ حق کیوں تسلیم نہیں کیا جارہا ہے۔ اور مذہبی راہنماؤں کی توہین وتحقیر کو رائے کی آزادی کہہ کر جرائم کی فہرست سے نکال کر حقوق کی فہرست میں کیسے شامل کیا جارہا ہے؟ یہ آزادی رائے نہیں بلکہ صرف اور صرف اسلام مخالف تنظیموں اور حکومتوں کی انتہا پسندی اور فکری دہشت گردی ہے۔ اسلام نے ہمیشہ دنیا میں امن وسلامتی قائم کرنے کی ہی دعوت دی ہے۔ جس کی زندہ مثال ہندوستان کے احوال ہیں کہ مختلف ہندو تنظیمیں ملک کے امن وامان کو نیست ونابود کرنے پر تلی ہیں مگر مسلمان اپنے جذبات پر قابو رکھ کر یہی کوشش کررہا ہے کہ ملک میں چین اور سکون باقی رہے۔

پوری امت مسلمہ متفق ہے اور دیگر مذاہب بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام کی توہین وتحقیر سنگین ترین جرم ہے۔ اس لئے کہ اس میں مذہبی پیشواؤں کی توہین کے ساتھ ساتھ ان کے کروڑوں پیروکاروں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور امن عامہ کو خطرے میں ڈالنے کے جرائم بھی شامل ہوجاتے ہیں، جس سے اس جرم کی سنگینی میں بے پناہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ قرآن وسنت اور دیگر مذاہب میں اس کی سزا موت ہی بیان کی گئی ہے کیونکہ اس سے کم سزا میں نہ حضرات انبیاء کرام کے احترام کے تقاضے پورے ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کے کروڑوں پیروکاروں کے مذہبی جذبات کی جائز حد تک تسکین ہوپاتی ہے۔

ہاں یہ بات مسلم ہے کہ موت کی سزا دینے کی اتھارٹی صرف حکومت وقت کو ہی حاصل ہے کیونکہ عام آدمی کے قانون کو ہاتھ میں لینے سے معاشرہ میں لاقانونیت اور افراتفری کو ہی فروغ ملے گا۔ لہٰذا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ توہین وتحقیر کے عمل کو سنگین جرم قرار دے کر مجرموں کے خلاف ضروری کارروائی کرے۔

امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کو قتل کیا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے ۳ جلدوں پر مشتمل اپنی کتاب (الصَّارِمُ المَسْلُوْل عَلَی شَاتِمِ الرَّسُوْل) میں اس موضوع پر قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں تفصیلی بحث کی ہے۔ غلاف کعبہ سے لپٹے ہوئے توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کرنے کا حکم حضور اکرم ﷺ نے دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے حضور سے عرض کیا: (آپ کی شان میں توہین کرنے والا) ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کردو۔ (صحیح بخاری۔ باب دخول الحرم... وباب این رکز النبی ﷺ الرایہ یوم الفتح) یہ عبداللہ بن خطل مرتد تھا جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں شعر کہہ کر حضور اکرم ﷺ کی شان میں توہین کرتا تھا۔ اس نے دو گانے والی لونڈیاں اس لئے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی ہجو میں اشعار گایا کریں۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زمزم کے کنوئیں کے درمیان اس کی

گردن اڑادی گئی۔ (فتح الباری۔ باب این رکز النبی ﷺ الرایہ یوم الفتح) اس دن ایک ساعت کے لئے حرم مکہ کو حضور اکرم ﷺ کے لئے حلال قرار دیا گیا تھا۔ مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زمزم کے کنوئیں کے درمیان یعنی بیت اللہ سے صرف چند میٹر کے فاصلہ پر اس کا قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر و بدحال ہے۔

پوری انسانیت کو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ ہر مسلمان کے دل میں حضور اکرم ﷺ کی محبت دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق ہر مسلمان کا حضور اکرم ﷺ اور آپ کی سنتوں سے محبت کرنا لازم اور ضروری ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں ایسی اوصاف حمیدہ بیک وقت موجود تھیں جو آج تک نہ کسی انسان کی زندگی میں موجود رہی ہیں اور نہ ہی ان اوصاف حمیدہ سے متصف کوئی شخص اس دنیا میں آئے گا۔ آپ کی چند صفات یہ ہیں: عجز وانکساری، عفو ودرگزر، ہمسایوں کا خیال، لوگوں کی خدمت، بچوں پر شفقت، خواتین کا احترام، جانوروں پر رحم، عدل وانصاف، غلام اور یتیم کا خیال، شجاعت و بہادری، استقامت، زہد وقناعت، صفائی معاملات، سلام میں پہل، سخاوت وفیاضی، مہمان نوازی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اپنے بچوں، اپنے ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر! اب بات ہوئی۔ (صحیح بخاری)

ہندوستان کی موجودہ صورت حال کو سامنے رکھ کر میں تمام مسلمانوں سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھ کر حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کو اپنی عملی زندگی میں لائیں اور آپ ﷺ کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے میں اپنی صلاحیتیں لگائیں۔

نبی بنائے جانے سے لے کر وفات تک آپ ﷺ کو بے شمار تکلیفیں دی گئیں۔ آپ ﷺ کے اوپر اونٹنی کی اوجھڑی ڈالی گئی۔ آپ ﷺ کے اوپر گھر کا کوڑا ڈالا گیا۔ آپ ﷺ کو کاہن، جادوگر اور مجنوں کہہ کر مذاق اڑایا گیا۔ آپ ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دی گئی۔ آپ ﷺ کا تین سال تک بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے۔ آپ ﷺ کو اپنا شہر چھوڑنا پڑا۔ آپ ﷺ غزوۂ احد کے موقع پر زخمی کئے گئے۔ آپ ﷺ کو زہر دے کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ آپ ﷺ نے کبھی ایک دن میں دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھے۔ آپ ﷺ کے گھر میں دو دو مہینے تک چولھا نہیں جلا۔ آپ ﷺ کے اوپر پتھر کی چٹان گرا کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ ﷺ کی ساری اولاد کی آپ ﷺ کے سامنے وفات ہوئی۔ غرضیکہ سید الانبیاء وسید البشر کو مختلف طریقوں سے ستایا گیا، مگر آپ ﷺ نے کبھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا، آپ ﷺ رسالت کی اہم ذمہ داری کو استقامت کے ساتھ بحسن خوبی انجام دیتے رہے۔ ہمیں ان واقعات سے یہ سبق لینا چاہئے کہ گھریلو یا ملکی یا عالمی سطح پر جیسے بھی حالات ہمارے اوپر آئیں، ہم ان پر صبر کریں اور اپنے نبی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اللہ سے اپنا تعلق مضبوط کریں۔

محمد نجیب قاسمی سنبھلی (www.najeebqasmi.com)